حجاج کو پیش آمدہ چند جدید فقہی مسائل !

(حج ۱۴۳۷ھ کی روشنی میں)

محمد اعجاز مصطفیٰ

اس سال حج بیت اللہ کے انتظامات کی ہر آنے والے حاجی نے تعریف کی ہے اور وزارت مذہبی امور حکومتِ پاکستان کے انتظامی امور کو سراہا ہے۔ ہم وفاقی وزیر مذہبی امور جناب سردار محمد یوسف صاحب اور وزیر مملکت جناب پیر امین الحسنات شاہ صاحب کو اس پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

حج پر عام لوگ بھی جاتے ہیں اور علماء و مشائخ بھی۔ اس سال حج پر جانے والے علماء کرام میں سے ایک ممتاز عالم جناب مفتی محمد رفیق احمد صاحب استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بھی تھے۔ آپ نے دوران سفر فقہی امور پر نظر رکھی اور یہی ایک فقیہ کا کام بھی ہے، انہوں نے یہ محسوس کیا کہ چند ایسے فقہی امور ہیں جن پر سعودی عرب کے منتظمین کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے، ذیل میں ہم ان امور کو جناب محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب کے الفاظ میں بتصرفِ یسیر پیش کررہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان امور کی اصلاح کی طرف ہماری وزارت مذہبی امور اور با اثر علماء کرام توجہ فرمائیں گے۔ تاکہ آئندہ حج سے پہلے پہلے ان کی اصلاح کی کوئی صورت بن سکے۔ (مجلس ادارت)

۱:۔ جمعہ کی قبل از زوال اذان

حرمین شریفین میں گزشتہ کچھ عرصہ سے جمعہ کی پہلی اذان زوال سے پہلے دے دی جاتی ہے اور اس کے بعد لوگ کھڑے ہوکر سنتیں اور نوافل پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ جب کہ مذاہب اربعہ کے ائمہ مجتہدین کا اس پر اتفاق ہے اور اب تک معمول بھی یہی چلا آرہا ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے اور ظہر کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے جمعہ کی نماز جائز نہیں، جب جمعہ کی نماز زوال سے پہلے نہیں ہوسکتی تو اس جمعہ کی نماز کے لیے زوال سے پہلے دی جانے والی اذان بھی قبل از وقت ہی شمار ہوگی۔ جیسے مغرب کے وقت سے پہلے مغرب کی اذان کہی جائے تو اس اذان کا مغرب کی نماز کے ساتھ تعلق نہیں، اسی طرح زوال سے پہلے دی جانے والی اذان کا جمعہ کی نماز کے ساتھ تعلق نہیں۔ ممکن ہے سعودی حکومت نے امام احمد بن حنبلؒ کے اس قول کی

پیروی میں یہ فیصلہ کیا ہو کہ امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں زوال سے قبل بھی جمعہ کی ادائیگی ہوسکتی ہے' یا یہ کہ جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا اور سعودی حکومت چونکہ امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک کی حامل ہے' اس لیے انہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہو' مگر اس فیصلہ اور عمل میں اصولی اور فقہی اعتبار سے کئی اشکالات ہیں:

الف......امام احمد بن حنبلؒ کا مذکورہ قول محض جوازی ہے' مفتی بہ اور معمول بہ نہیں' بلکہ متروک اور عمل متوارث کے خلاف ہے۔اب تک حرمین اور دیگر بلاد اسلامیہ کا عمل اس پر شاہد عدل ہے۔حنابلہ کی بنیادی کتاب ''المغنی لابن قدامۃ' اور کشاف القناع لمنصور البھوتی'' میں جمعہ کی نماز کا صحیح وقت زوال کے بعد ہی منقول ہے اور اس کو صحیح دلائل سے مدلل ہونے کے علاوہ اختلاف سے دوری کا ذریعہ بھی بتایا ہے۔لہذا جب حنابلہ کے ہاں راجح ،معمول بہ اور مفتی بہ قول کے مطابق جمع کی نماز زوال کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے تو اس نماز جمعہ کے لیے دی جانے والی اذان بھی زوال کے بعد ہی مشروع کہلائے گی۔اس لیے زوال سے پہلے دی جانے والی اذان گویا حنابلہ کے مرجوح اور غیر معمول بہ قول کے مطابق دی جارہی ہے' جب کہ فقہائے کرام اور اہل فتوی کے نزدیک ایسا قول قابل عمل یا لائق افتاء نہیں ہوا کرتا۔(صفۃ الفتوی والمفتی والمستفتی لاحمد حمدان الحنبلی ،تحقیق ناصرالالبانی)

ب......پہلی اذان کے بعد لوگ مکروہ وقت کا دھیان رکھے بغیر جمعہ کی سنتیں اور نوافل وغیرہ پڑھنا شروع کردیتے ہیں' جو کہ مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت والی صریح' صحیح اور مطلق احادیث کے سراسر خلاف ہے۔

ج......اس عمل کے مطابق نماز جمعہ سے پہلے کی سنتیں یا تو وقت داخل ہونے سے پہلے ہی پڑھ لی جاتی ہیں' یا سرے سے پڑھی ہی نہیں جاتیں' کیونکہ زوال ہوتے ہی بلا تاخیر خطبہ جمعہ کے لیے امام حرم تشریف لے آتے ہیں۔امام صاحب کے آنے کے بعد ''**اذا ظهر الامام فلاصلوة ولا كلام**'' کی رو سے نماز یا کسی قسم کی عبادت ممنوع ہے۔اب جن حجاج کرام کے مسلک کے مطابق جمعہ نماز سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ ہیں' وہ مجبوراً بھی نہیں ہے۔بایں طور یہ طرز عمل ایک اعتبار سے مستقل طور پر ترک سنتؐ کے لیے مجبور کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔

د......اگر مذکورہ طرز عمل کو حنابلہ کے فتوی کے مطابق درست طرز عمل قرار دیا جائے اور اسے متروک اور مرجوح نہ کہا جائے تو بھی دیگر فقہی مذاہب کی رعایت کے پیش نظر یہ طرز عمل درست نہیں' کیونکہ

☆انظر الى من هو دونك في الجسم والصورة والمال والبيت والوظيفة والنسبة لتعلم انك فوق الوف الناس.☆

احناف کے علاوہ مالکیہ اورشافعیہ کے مسلک کی رو سے بھی جمعہ کی اذان زوال سے پہلے دینایا جمعہ کی پہلے والی سنتوں کو مستقل طور پر ترک کرنا جائز نہیں۔اس لیے امت مسلمہ کی اکثریت کی رعایت کرنا دینی وانتظامی لحاظ سے سعودی حکومت کا فرض بنتا ہے۔اوراب تک جو معمول چلا آرہا تھا' اسی پرعمل پیرارہنا ضروری ہے۔اس لیے کہ اس میں سب کی رعایت ہے'ورنہ ممکن ہے کہ انتہاء پسند لوگ اس طرز عمل کو مخصوص فقہ کے شعوری تسلط کے کھاتے میں ڈال کر کوئی فتنہ وفساد کھڑا کردیں' امت مسلمہ جس کی قطعاً متحمل نہیں اورموجودہ نازک حالات میں دانشمندی کے سراسر خلاف ہے۔الغرض جمعہ کی اذان کا قبل از وقت ہونا اوراس کے نتیجے میں جمعہ کے مسنون اعمال کا ترک لازم آتا ہے۔امت مسلمہ کے اکثریتی نقطۂ نظر کی رعایت کی خاطر اس کی اصلاح واجب اورضروری ہے۔

اگرحرمین شریفین اورمشاعر اسلامیہ کے مؤقر منتظمین اس دینی مشکل کا احساس فرمالیں اوراس کا حل چاہیں تو صرف پانچ منٹ کی قربانی سے یہ اشکال رفع ہوسکتا ہے'وہ یوں کہ: جمعہ کی پہلی اذان زوال ہوتے ہی فوراً دے دی جائے'اس کے بعد پانچ منٹ سنتوں کی ادائیگی کے لیے وقفہ کرلیا جائے۔اس کے بعد امام وخطیب منبر نشین ہوجائیں اور جمعہ کے بقیہ اعمال اس کے بعد شروع کردیئے جائیں تو اس میں حنفیہ' شافعیہ اور مالکیہ سب مسالک کی رعایت ہوگی' اور جمعہ کی سنتیں ادا کرنے کا موقع مل جائے گا' اوران سنتوں کو مستقل طور پر ترک کرنے کا مفسدہ بھی لازم نہیں آئے گا' بلکہ اس طرز عمل سے خود حنابلہ کے اصل مذہب کی رعایت بھی ہوجائے گی۔

۲۔ظہر کی اذان واقامت کے درمیان وقفہ

ظہر کی اذان واقامت کے دوران وقفہ بھی قدرے بڑھانے کی ضرورت ہے' عام طور پر یہ وقفہ اتنا معمولی ہوتا ہے کہ چار رکعت کی مسنون طریقے سے اعتدال کے ساتھ ادائیگی مشکل ہوجاتی ہے' جبکہ ظہر سے پہلے کی چار سنتیں حنفیہ کے ہاں سنت موکدہ کے درجہ میں ہیں۔

۳۔امام سے آگے بننے والی صفیں

امام حرم مکی پہلے بیت اللہ کے ارکان میں سے کسی رکن کے پاس دیوار کعبہ کے قریب کھڑے ہوتے تھے اوراس جہت سے مقتدی حضرات لازماً امام سے پیچھے ہی رہتے تھے۔امام سے آگے ہونے کی نوبت نہیں آتی تھی' لیکن اب کچھ عرصہ سے بعض ائمہ بعض نمازوں میں مطاف کے

بعد چبوترے میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور مقتدیوں کو امام کی جگہ کا اندازہ نہیں ہوتا' وہ مطاف میں امام کے آگے صفیں باندھ لیتے ہیں' اس صورت حال میں جو حنفی نمازی امام سے آگے مطاف میں کھڑے ہوں گے' ان کی نماز فقہ حنفی کی رو سے فاسد ہوگی' یہ مفسدہ بھی معمولی توجہ اور مختصر انتظام سے دور ہوسکتا ہے۔وہ اس طرح کہ یا تو امام حرم حسب سابق دیوار کعبہ کے قریب جا کر کھڑے ہوں' جیسا کہ پہلے ہوتا رہا ہے' اور اب بھی بعض کا معمول ہے۔اس طریق میں سب کی رعایت رہے گی' یا کم از کم امام کے سامنے والے مطاف کے حصے کو کچھ دیر کے لیے اس طرح پیک کرلیا جائے' جیسے صفائی اور دھلائی کے لیے پیک کرلیا جاتا ہے تو یہ مشکل آسان ہوسکتی ہے' اور کسی کی نماز فاسد ہونے کا اشکال بھی نہیں رہے گا۔

۴۔اختلافی مسائل پر گفتگو

حرمین شریفین میں دروس اور دیگر خدمات پر مامور ہمارے ہندی' پاکستانی یا بنگلہ دیشی بھائیوں کا لب ولہجہ اور حجاج کرام کے ساتھ ان کا برتاؤ اور اختلافی مسائل پر زور دینے کا طرز عمل بھی قابل غور ہے۔گو کہ سعودی حکومت نے اختلافی مسائل کے بیان پر قانونی طور پر کنٹرول کی کافی کوشش کر رکھی ہے' مگر کئی مواقع پر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے قومی بھائی یہاں کی ناراضگی اور ناگواری کا اظہار وہاں حاجیوں پر کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں' اور یہ جرات سعودی لال رومال کے "سدل" کی بدولت ہی انہیں حاصل ہوئی ہے۔اس لیے سعودی حکومت کو ایسے لوگوں پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔یہ لوگ سعودی نمک خواری پر سعودی حکومت کے لیے نفرت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔اس موضوع پر فی الحال اسی اجمال پر اکتفاء ہے' اللہ کرے تفصیلات میں جانے کی نوبت نہ آئے۔

۵۔ٹریبنرز کا اختلافات ونفرت کو ہوا دینا

حجاج کرام کے کیمپوں اور ہوٹلوں میں بعض ہندی یا پاکستانی نژاد لوگ حج تربیت کے نام پر آتے ہیں جو سعودی حکومت کی تشکیل سے زیادہ ان لوگوں کی اپنی بامعاوضہ خدمات ہوتی ہیں۔یہ لوگ حج تربیت کے نام پر حجاج کے درمیان اختلافی مسائل کو ہوا دیتے ہیں۔حج سے متعلق مسائل کی تعلیم وتربیت چھوڑ کر تین طلاقوں کی بحث' فاتحہ خلف الامام یا مسجد عائشہ/تنعیم سے عمرہ کی صحت وعدم

صحت‘ زیارت قبور جیسے مسائل چھیڑ کر سادہ لوح مسلمانوں کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہیں‘ حالانکہ اصولاً تو انہیں حج کے مسائل سے بحث کی ضرورت ہی نہیں‘ اس لیے کہ ہر ملک کے حجاج اپنے ملک سے حج کی تربیت لے کر اپنے اپنے مسالک کے مطابق حج کے مسائل یاد کرکے آتے ہیں‘ اور بعض کے ساتھ تو باقاعدہ سرکاری طور پر ٹریبز مقرر ہوتے ہیں۔ پھر بھی ان لوگوں کا سرکاری کیمپوں میں جاکر تربیت حج کے نام سے تشویش پھیلانا‘ حاجیوں کا اپنے مسلک کے مطابق یاد کیا ہوا طریقہ حج خلط ملط کرنا یقیناً حجاج یا سعودی حکومت کی ضرورت نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ نوآموز مربی حضرات واقعتاً سعودی حکومت کی طرف سے نامزد مقرر ہوئے ہیں تو پھر سعودی حکومت کو ان لوگوں کے طرز عمل اور ان کے تربیتی مواد کا خوب جائزہ لینا چاہیے‘ بلکہ سعودی حکومت کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے نفرت پھیلانے اور اختلافات کو ہوا دینے والے ناپختہ کار لڑکوں کی بجائے ہر ملک کے حجاج کے لیے ان کے ہم مسلک علمائے کرام کو مقرر کرے۔ بالخصوص پاکستان‘ ہندوستان‘ ترکی‘ بنگلہ دیش اور افغانستان کے لیے خالص حنفی ٹریبز کا انتظام کرے‘ جو صحیح معنوں میں معلم ہوں۔ صرف ٹرانسپورٹ کے انتظام اور پاسپورٹ کی حفاظت تک محدود نہ ہوں۔

اگر حکومت پاکستان اس مسئلہ کی نزاکت کا ادراک کرے اور اپنے حسن انتظام میں مزید بہتری کی کوشش کرتے ہوئے اس مشکل کو حل کرنا چاہے تو اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ وہ ہر ملک سے حجاج کے ساتھ اپنے مسلک کے ایسے ماہر علماء کا انتظام بھی کرے جو ہمہ وقت حجاج کی تربیت میں مصروف رہیں یا سعودی حکومت وہاں سے نوآموز لڑکوں کو تربیت حجاج کا وظیفہ دینے کی بجائے ہر ملک کے پختہ کار علمائے کرام کا انتظام اپنے ذمہ لے لے تو اس سے نہ صرف یہ کہ حجاج کو کسی قسم کے خلجان وخلفشار کا سامنا نہ ہوگا‘ بلکہ سعودی حکومت کی نیک نامی کا ذریعہ ہوگا۔ اور امت مسلمہ کے دلوں میں سعودی حکومت سے متعلق احترام کے جذبات میں مزید اضافہ ہوگا‘ ان شاء اللہ!

۶۔ یوم الترویہ کی سنتِ قیامِ منیٰ کا ترک

یوم ترویہ (آٹھویں ذوالحجہ) کی ظہر سے لے کر یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کی فجر تک منیٰ میں وقت گزارنا یعنی پانچ نمازیں یہاں پڑھنا سنت ہے۔ اور یہ ایسے ہی سنت ہے جس طرح رفع یدین‘ آمین بالجہر یا فاتحہ خلف الامام ہمارے سعودی میزبانوں کے ہاں سنت ہے۔ مگر سرکاری انتظام میں اس سنت

کا مستقل طور پر ترک کرنا معمول بنتا جارہا ہے۔حجاج کرام کو رات مغرب یا عشاء کے بعد سے عرفات منتقل کرنے کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔اس سے حج کے خلاف سنت شروع ہونے کی خرابی لازم آتی ہے۔جس سے واضح طور پر یہ تاثر ملتا ہے کہ سنتوں کے چھوڑ دینے اور چھوٹ جانے کا ایک ہی حکم ہے۔حالانکہ علماء کرام جانتے ہیں کہ سنت کے چھوٹ جانے میں تو سنت کا درجہ واجب اور فرض کے بعد ہے'مگر سرے سے سنت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا استخفاف تک پہنچادیتا ہے'اور استخفاف سنت کا حکم علمائے کرام سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔اس مشکل کا مناسب حل درکار ہے۔

۷: عرفات سے منیٰ کو منتقلی میں عجلت

منیٰ سے عرفات کوچ کرانے میں عجلت کے لیے انتظامی مجبوری ظاہر کی جاتی ہے'اور منیٰ میں قیام کو محض مسنون ہونے کی بناپر ادھورا چھوڑنے کی خطرناک گنجائش دے دی جاتی ہے'مگر یہی عجلت کا معاملہ عرفات سے کوچ کرنے کے سلسلہ میں بھی دیکھنے میں آیا ہے'اور یوم عرفہ کو غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے قبل معلمین و منتظمین کا شدید اصرار دیکھنے میں آیا۔حالانکہ وقوف عرفہ رکن ہے اور غروب آفتاب تک رکنا واجب ہے۔اگر کوئی غروب سے ذرا پہلے بھی عرفات سے نکل پڑا تو اس پر دم واجب ہوجاتا ہے۔جن حجاج کو مسئلہ معلوم نہیں ہوتا یا مقامی نو آموز معلمین و مربیین کی ہدایات کے پیش نظر غروب سے قبل عرفات سے چل پڑتے ہیں تو لازماً ان کا حج خراب ہوگا۔عرفات سے جلدی لانے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں ہوتی'فجر تک پورا وقت اس منتقلی کے لیے وسیع ہے۔مختلف اوقات میں مختلف مکاتب کے حجاج کو منتقل کیا جاسکتا ہے'اس کے باوجود معلمین و منتظمین کی عجلت سمجھ سے بالاتر ہے۔بلکہ حجاج کا حج فاسد کرنے یا دم واجب کرنے کا ذریعہ ہے'اس پر بطور خاص توجہ کی ضرورت ہے۔عرفات سے منتقلی کا عمل بہر صورت غروب آفتاب کے بعد ہی شروع ہونا لازمی ہے۔

۸: ترکِ مبیتِ مزدلفہ

عرفات سے مزدلفہ روانگی کے کھلے وقت سے استفادہ کرتے ہوئے رات کا کچھ حصہ مبیت مزدلفہ کے لیے ہر کسی کو میسر آسکتا ہے'اور طلوع فجر کے بعد وقوف مزدلفہ واجب ہے۔مگر یہاں بھی دیکھا گیا ہے کہ رات کو بارہ بجے معلمین کے مرشدین (رہنمائی کرنے والے) لاؤڈ اسپیکر لے کر حجاج کے پاس پہنچ گئے اور حجاج کو منیٰ پہنچانے کے لیے اصرار کرتے رہے۔حجاج کی طرف سے احتجاج یا فہمائش کے

☆اعلم ان الاحتمال دفن للمعائب والحلم ستر للخطايا والجود ثوب واسع يعطى النقائض والمثالب.☆

بعد کہیں جا کر انہیں فجر تک اصرار نہ کرنے کے لیے آمادہ کیا جا سکا۔ حالانکہ مزدلفہ آنے کے بعد اگر کوئی حاجی فجر کے بعد لمحہ بھر کا وقوف نہ کر سکا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ مگر نہ جانے معلمین و منتظمین کو یہ مسئلہ معلوم نہیں یا وہ سنن وواجبات کے بغیر حج کو کافی سمجھتے ہیں' اور سب کو عملاً اس کے لیے مجبور کرتے ہیں۔ یہ انتہائی قابل توجہ معاملہ ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ سلسلہ یوں ہی قائم رہا تو ممکن ہے کہ آگے جا کر حج کی ساری سنتوں اور واجبات سے آزاد ہو کر حج کے ارکان واعمال: وقوف عرفہ اور طواف زیارت تک محدود ہو رہ جائیں گے' کیونکہ حج کے واجبات اور سنتیں چھوڑنے کی گنجائش اور ضرورت کا بے جا تقاضا بڑھتا ہی رہے گا' ولا سمح اللہ۔ بہر کیف یہاں معلمین و منتظمین کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی کی بجائے غالب گمان یہی ہے کہ انہیں ان احکام کی پوری تفصیل معلوم نہیں' اس لیے وہ جلد از جلد اپنی ذمہ داری سے فارغ ہونا چاہتے ہیں' ورنہ وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔

۹: قبل از وقت رمی

گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو رمی جمرات کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس سے قبل اگر کوئی رمی کرے تو اس کی رمی نہیں ہوگی' اور بعد میں دوبارہ رمی نہ کرنے کی صورت میں دم واجب ہوگا۔ مگر اس سال بعض حجاج کے لیے رمی کے اوقات زوال سے پہلے دس بجے' گیارہ' ساڑھے گیارہ بجے مقرر کیے گئے تھے۔ اب اگر کسی نے اسی شیڈول کے مطابق رمی کر لی تو فقہ حنفی کی رو سے رمی نہیں ہوگی۔ رمی نہیں کی تو دم واجب ہوگا' دم نہیں دیا تو حج خراب ہوگا۔ اتنے اہم معاملے کو اتنا ہلکا لینا قابل غور ہے۔ امید ہے یہ عارضی نظم ہوگا' آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ مگر جن حجاج نے اس شیڈول کے مطابق رمی کی ہے' ان کی طرف سے دم سعودی حکومت کے معلمین کو ادا کرنا چاہیے۔

۱۰: مزدلفہ وعرفات میں نمازوں کی قصر

منیٰ' عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں کی قصر اور اتمام کا مسئلہ تو میزبانوں اور بعض ہمارے کرم فرماؤں کی کرم فرمائی کے نتیجے میں تقریباً ہر خیمے میں اختلاف کی بجائے خلاف وشقاق بلکہ نزاع کا باعث بن چکا ہے' اور اکثر اوقات دعا' ذکر' تلبیہ اور عبادت کی بجائے ایک دوسرے کی تغلیط اور فہمائش میں گزر جاتے ہیں۔ فقہ حنفی کی رو سے منیٰ' مزدلفہ اور عرفات میں نمازوں کی قصر کا تعلق سفر کے ساتھ ہے' ''نسک'' کے ساتھ نہیں ہے' جو حاجی پندرہ دن یا اس سے زائد مکہ مکرمہ میں مقیم بن گیا' اس کے

لیے فقہ حنفی کے مطابق مکہ اور دیگر مشاعر میں پوری نماز پڑھنا ہی لازم ہے۔اس کے حق میں قصر کرنا ایسا ہی ہے، جیسے وہ اپنے گھر میں رہتے ہوئے چار کی بجائے دو رکعت پڑھے۔ مگر ہمارے ہاں سے سعودیہ گئے ہوئے بعض نو آموز ٹریزیا ہمارے بعض لوگ بڑے اصرار کے ساتھ بلا تفریق بدون تفصیل سب حاجیوں کو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سعودی لباس میں جو لوگ یہ کوشش کرتے ہیں وہ احترام مسالک کی حدود کی خلاف ورزی کے مرتکب ہیں، انہیں اس سے باز رہنا چاہیے۔اور ہمارے جو لوگ اس طرح کی کوشش کرتے ہیں، منیٰ اور عرفات میں اپنے خیموں میں قصر اور جمع کرتے ہیں اور اپنے ذاتی اذواق دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں ان مقدس مقامات میں جا کر یہ انتشار پھیلانے کی بجائے حج پر جانے سے پہلے یہاں ان مسائل کا تصفیہ اور حل کے لیے سنجیدہ علمی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ عام حجاج کرام ہمارے نزاعات کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، اور اگر یہاں اتفاق نہیں ہو پاتا تو اکثریتی فقہی رائے، پرانے فتویٰ اور معمول بہ طریقہ کار کے مطابق لوگوں کو حج کرنے دیا جائے۔آپ اپنے علمی تفرد کو انفرادی عمل کے لیے استعمال فرماتے رہیں، اپنی رائے اور عمل دوسروں پر مسلط نہ فرمائیں۔بہر حال منیٰ وغیرہ میں حضور ﷺ کا قصر فرمانا قصر نسک تھا، یا قصر سفر؟ یہ بحث امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ اپنے اپنے ادوار میں کر چکے ہیں، اب حجاج کو اپنے اپنے مسالک کے مطابق عمل کی گنجائش اور اجازت حسب سابق میسر رہنی چاہیے۔اس میں سعودی لباس میں ملبوس ہندی بھائی رکاوٹ نہ بنیں، نہ ہمارے بعض لوگ ان کے تملق میں حجاج کو پریشان کریں۔

البتہ اس پریشانی کا ایک مناسب حل یہ ہے کہ سعودی حکومت موسم حج میں عرفات کی طرح منیٰ اور مزدلفہ کی مساجد میں بھی اپنی طرف سے مسافر امام ہی کا انتخاب کرے، جو لوگ یہاں کی مساجد میں ان مسافر ائمہ کے پیچھے نماز با جماعت پڑھیں گے، ان کے امام کے حق میں قصر نسک وقصر سفر دونوں جمع ہو جائیں گی، ان کی اقتداء میں چار رکعت پڑھنے والا مقیم حنفی مقتدی لاحق بن کر اپنی نماز پوری پڑھ لے گا، تو کسی قسم کا اشکال یا انتشار نہیں ہوگا۔اور جو حجاج اپنے خیموں میں انفرادی یا با جماعت نماز پڑھنا چاہیں تو وہ اپنے اپنے مسالک کے مطابق اپنے ماہرین فقہ علمائے کرام کی ہدایات کے مطابق عمل کریں، اور عام واعظین اور قصاص کی تقلید نہ کریں۔باقی اگر مقیم امام چار رکعت والی نماز قصر نسک کے طور پر دو رکعت پڑھے اور اس کی اقتداء میں حنفی مقتدی نے بھی دو رکعت پڑھ لی

یاچار رکعت پڑھ لیں توحنفی مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔ یہ مسئلہ قرن ثانی سے چلا آرہا ہے اوران مشاعر مقدسہ میں جس مسلک کاامام رہا ہے وہ دوسروں کی رعایت کرتا چلا آیا ہے لہذا اب بھی اس رعایت کی ضرورت ہے۔

مسجد نمرہ میں مقیم امام کی اقتداء میں قصر نماز

اس مرتبہ سنا گیا ہے کہ مسجد نمرہ میں خطبہ حج مقیم امام نے دیا اور قصر نسک کے طور پر ظہر وعصر کی دودو رکعت پڑھائی ہیں یہ بات اگر واقعہ کے مطابق ہوتو اس میں ایک تو اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہے جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ خطبہ حج اور عرفات میں نمازوں کاامام ریاض وغیرہ دور کے شہرون سے لانے کا اہتمام کیا جائے گا۔اور دوسرا حنفی حجاج جو تمام مسالک کی بہ نسبت تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں ان کی رعایت نہیں فرمائی گئی۔جن حجاج نے امسال مقیم امام کے پیچھے عرفہ میں ظہر وعصر کی اقتداء لاحق مقتدی کی حیثیت سے کی تھی انہیں دونوں نمازوں کااعادہ بھی کرنا ہوگا وہ اپنے کسی قریبی دارالافتاء سے ضرور رجوع فرمائیں۔

بہرکیف یہ چند ایسے مسائل ہیں جو فریضہ حج کی ادائیگی کے حوالے سے انتہائی قابل توجہ ہیں بالخصوص حنفی حجاج کے لیے کافی مشکلات کا ذریعہ ہیں۔لیکن ان کا حل انفرادی کوشش کی بجائے حکومتی سطح پر ہی ممکن ہے۔اس وقت حج کے حوالے سے سعودی حکومت کی توجہات اور حکومت پاکستان کی ترجیحات سے امید ہے کہ وہ باہمی مشاورت اور کوششوں سے ان مشکلات کوحل فرمائیں گے بالخصوص ہماری موجودہ وزارت مذہبی امور سے بجاطور پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ان مسائل کوحکومتی سطح پر اٹھا کر اگلے حج سے قبل سعودی حکومت کے ساتھ معاملات طے کرلیں گے۔ہمیں یہ خدشہ ہے کہ اگر وزارتِ مذہبی امور نے ان مسائل کا حل جلد نہ ڈھونڈا تو ممکن ہے کہ آئندہ یہ قابل توجہ امور کسی کی توجہ حاصل نہ کرسکیں اور ہمارا حج واجبات وسنن سے خالی ہوکر محض عرفہ اور طواف زیارت تک محدود ہوکر رہ جائے گا اور آگے چل کر امت مسلمہ کا یہ طرز عمل ترک سنن پر اجماع کہلائے گا و لاسمح الله۔اللہ تعالی ہم سب کا حامی وناصر ہو۔"

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی اله وصحبه اجمعین .